

مولانا عبدالقیوم حقانی *

مکتوبات مشاہیر بنام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا سمیع الحق

(مکتوبات کی تاریخ پر ایک سرسری نظر)

مکتوبات کے جمع کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا ذوق مسلمانوں میں ہمیشہ رہا ہے، مکتوبات حضرت امام ربانی، مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین بکچی منیری صوفیہ کے یہاں بطور ذکر، وظیفہ یا بغرض اصلاح پڑھے جاتے ہیں، مشاہیر علماء میں حضرت علامہ شبلی نعمانی، حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہم اللہ کے مکتوبات کے مجموعے نیز دیگر مشائخ کے مکتوبات اپنے اپنے حلقوں میں علمی، دینی اور ادبی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں، احادیث میں حضور اقدس ﷺ کے مکاتیب قیصر و کسریٰ کے نام محفوظ ہیں اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ خود قرآن کریم میں ایک مکتوب جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا "بلقیس" کے نام تحریر فرمایا تھا، اس طرح مذکور ہے: "إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَلَا تَعْلَمُونَ أَنِّي وَأَنَا نَبِيُّ رَبِّكَ وَأَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (سورۃ نمل: ۳۰/۳۱)

بہر حال مکتوبات کا جمع کرنا اور ان کو افادۂ عام کیلئے شائع کرنا کوئی بدعت نہیں، بلکہ کارِ حسن اور امر محمود ہے۔ مشاہیر بنام مولانا عبدالحق اور مشاہیر بنام مولانا سمیع الحق بظاہر اگرچہ اکابر علماء مشائخ، زعماء اور پاسدِ فضل و کمال، اساتذہ صحافیوں، سیاست دانوں اور دانشوروں کے خطوط کا مجموعہ ہے مگر درحقیقت یہ تقریباً پون صدی نادرۂ روزگار شخصیات کی زندہ یادگار ان کے علوم و کمالات کا آئینہ اور ان کی مشاہدات و تجربات اور مکتوبات کا ایسا نادر مجموعہ ہے جو نہ صرف ان کے عصری افادات میں بلکہ معارف و حقائق کے پورے اسلامی ذخیرہ میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

مطالعہ کی وسعت، علم و تجربہ کی گہرائی، تحقیقات کی ندرت، قومی و ملی اور علمی مشکلات کی عقدہ کشائی، ذاتی

تجربات، اذواق صحیح، مجتہدانہ علم و نظر، کتاب و سنت کے صحیح و عیسق فہم، مقام نبوت کی حرمت و عظمت، شریعت کی حمایت، اہل علم کی نصرت، وجد انگیز نکات اور شرعی لطائف کے اعتبار سے (ہمارے محد و علم میں) پورے اسلامی کتب خانہ میں کبجا اس قدر علماء و زعماء ملت کے مجموعہ مکاتیب کی نظیر نظر نہیں آتی۔

مجموعہ مکاتیب پر نظر ڈالیے، علماء، صوفیا، مشائخ، قومی رہنما، ملی زعماء، ارباب علم و دانش اور صاحبانِ قلم و مطالعہ کے زحماتِ قلم میں انوارِ علم ہیں جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور حضرت مولانا مسیح الحق کے نام لکھے گئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کے رہنماء، زعماء و محققین اور صلحاء و عارفین اور قومی و ملی قائدین کے علم و فکر کی رسائی کن بلند یوں تک ہے اور انہوں نے قلم و کتاب، علم و مطالعہ، معرفت الہی، سیاست و خدمت، ایمان و یقین، مشاہدہ و ادراک، تصفیہ قلب و تزکیہ نفس، روح کی لطافت و ذکاوت، اخلاق کی تاریکیوں، نفس انسانی کی کمزوریوں اور غلطیوں کی دریافت میں کہاں تک ترقیات و فتوحات کیں۔ ان کی ذکاوت اور قوتِ فکر یہ کہ طائر بلند پرواز نے کن کن بلند شاخوں پر اپنا نشین بنایا اور کن کن فضاؤں میں پرواز کی۔

تذکرہ و تاریخ، سیرت و سوانح، سیاست و خدمت، حالات و واقعات، آپ بیتیاں و مشاہدات، تفسیر و حدیث، قلم و کتاب، نقد و جرح، سفر نامے، محبت نامے، تنقیدات، وادیات اور ہمہ جہتی علوم و فنون اور معارف کے علاوہ یہ مکاتیب زورِ قلم، قوتِ بیان اور حسنِ انشاء کا بھی اعلیٰ نمونہ ہیں، بعض خطوط تو علمی اور ادبی لحاظ سے نثر پارے بلکہ شہ پارے ہیں اور ان مکاتیب کے بہت سے پیرا گراف اس قابل ہیں کہ انہیں دنیا کے بہترین ادبی نمونوں میں شامل کیا جاسکتا ہے اور انہیں ادبِ عالی بلند مقام دیا جاسکتا ہے۔

ایک موقع پر یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ دنیا کی اکثر زبانوں اور علم و ادب کے ہارے میں یہ زیادتی کی گئی ہے کہ صرف ان لوگوں کو ادیب، صاحبِ اسلوب اور انشاء پرداز تسلیم کیا گیا ہے اور انہیں کی تحریر اور نتائجِ فکر کو ادب کے نمونہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، جنہوں نے ادب و انشاء کو ایک پیشہ یا ذریعہ اظہارِ کمال کے طور پر انتخاب کیا یا جو کسی زمانہ میں حکومت اور سرکار و دربار سے وابستہ تھے اور کوئی سرکاری تحریری خدمت ان کے سپرد تھی، یا جنہوں نے تحریر اور انشاء و ادب میں صناعی اور تکلف سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر زبان بالخصوص عربی ادب کی تاریخ میں انشاء پرداز اور صاحبِ اسلوب کی حیثیت سے ہمیشہ وہ لوگ ممتاز رہے جو سرکار و دربار کے مؤین تھے یا سرکاری عہدوں پر فائز تھے۔

مثلاً عربی ادب میں ابوالفتح الصابی، عبد الحمید الکاتب، ابن سعید، صاحب ابن عماد، ابو بکر خوارزمی، ابوالقاسم حریری، اور قاضی فاضل کا نام لیا جاتا ہے جبکہ ان کی تحریروں اور ادبی قلمی ثمرات کا بڑا حصہ مصنوعی بناوٹ سے معمور زندگی اور روح سے محروم اور تاشم سے خالی ہے جبکہ ان کے مقابل میں وہ لوگ جو جید علماء تھے صلحاء، ادیب اور مؤرخ تھے، اہل

اللہ اور اولیاء تھے، مثلاً امام غزالی، عبدالرحمن بن جوزی، ابن شداد، محی الدین ابن عربی، ابو حیان توحیدی، ابن قیم، اور ابن خلدون کہیں بڑھ کر انشا پرداز کہلانے کے مستحق ہیں جن کی تصانیف میں صحیح اور طاقتور انشاء، خیالات و جذبات کے اظہار اور انسانی تاثرات و احساسات کی تصویر کے نہایت دلکش اور دلآویز نمونے ہیں مگر ان بے گناہ اور معصوم الفطرت لوگوں کا گناہ صرف اس قدر ہے کہ انہوں نے قلم و کتاب، تحریر و تصنیف اور ادب و انشا کو اپنا مستقل پیشہ یا اظہار کمال کا ذریعہ نہیں بنایا جبکہ ان کی اکثر تحریروں کا موضوع دینی اور علمی ہے۔

مشاہیر کے مکاتیب نگار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس و تدریس، مدرسہ و اہتمام تصنیف و تالیف اور علم و ادب سے وابستہ رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو ساری عمر درس و تدریس، مدرسہ و اہتمام تصنیف و تالیف اور علم و ادب سے وابستہ رہے ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا قلم و قسط اور صحافت رہا ہے ایسے بھی ہیں جو دینی جرائد اور علمی مجلات کے مدیر ہیں، ایسے بھی ہیں جن کا مجلہ ہر ہفتے نکلتا اور علم و ادب کا شہ پارہ ہوتا ہے، ایسے بھی ہیں جو سیاست و خدمت کے بلند مقام پر فائز ہیں، ایسے بھی ہیں جو تمام عمر دعوت و تبلیغ اور اصلاح انقلاب امت سے وابستہ رہے ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہیں قومی و ملی رہنمائی کا بلند منصب حاصل ہے، ایسے بھی ہیں جن کا مشن فرقہ باطلہ کا تعاقب ہے۔ سرکاری لوگ بھی ہیں اور عوامی رہنماء بھی، حکمران بھی ہیں اور سیاست دان بھی الغرض ہر طبقے سے متعلق لوگوں سے ”محفل مشاہیر“ میں آپ کی ملاقات ہو جائے گی، لکھنے والوں کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا ہوگا کہ ان کے گراں قدر اور موقع علمی ادبی نثری شہ پارے اور منظوم کلام تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔

مکاتیب نگار حضرات میں ایک بہت بڑی تعداد دیوبند، معتقین، مؤلفین اور قلم و قسط کے حوالے سے ارباب فضل و کمال کی ایک خاصی تعداد بھی شامل ہے۔ جن کی بہت سی کتابیں تحریریں، مضامین اور ادبی شہ پارے منظر عام پر آچکے ہیں ان کے بعض زحمات قلم تو سراسر تکلف اور تصنع سے بھرے ہوئے ہیں جبکہ ان ہی بعض وقائع اور ادبی تحریریں بالخصوص مکاتیب سادہ، بے تکلف اور سلیس و آسان پیرایے میں لکھے گئی ہیں۔ پہلی تصانیف یا قلمی و ادبی کاوشیں داؤد حمیس کی صداؤں سے گونج گئیں اور شاید بہت معتقین و مؤلفین اور مضمون نگار خود بھی ان کو حاصل زندگی اور سرمایہ نازش و افتخار سمجھتے ہوں۔

لیکن حقیقت پسند زمانہ اور انقلاب روزگار اپنا صحیح فیصلہ صادر کرتا ہے، ہر تکلف تصنیفات اور صناعی تحریرات کتب خانوں کی زینت بن کر رہ جاتی ہیں، جبکہ دوسری قسم کی تحریرات کو بچائے دوام کا خلعت عطا ہوتا ہے اور گلشن بے خزاں کی طرح سدا بہار بن جاتی ہیں۔

مکاتیب نگار حضرات کے مکتوبات بھی تحریرات کی دوسری صنف ہے جن میں سادگی، بے تکلفی، بے ساختگی اور

حقیقت نگاری پائی جاتی ہے، جن میں مکاتیب نگار حضرات نے نہایت ہی سادہ طریقہ پر اپنے مشاہدات، حالات، زندگی کے تجربات اور روزمرہ کے تاثرات قلم بند کئے ہیں۔ جس کو شاید وہ کبھی خاطر میں بھی نہ لائے ہوں۔ آج ”مشاہیر“ کی صورت میں مرتب ہو کر مقبول عام اور ادب کے طالب علموں کا مرکز توجہ بن رہی ہیں۔

مکاتیب، مکتوب نگاری کی ذاتی شخصیت، ذاتی افکار، قلبی کیفیات، یقین اور دلی جذبات اور باطنی بے چینی اور بے قراری اور حقیقی چاہتوں کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

ہر ایسا شخص جو اندرونی کیفیات سے سرشار اور اس کو دوسروں میں منتقل کرنے کے لئے مضطرب و بے قرار ہو جب قدرت کی طرف مکتوب نویسی کا ذوق سلیم بھی عطا ہوا ہو، پھر محاورے، زبان اور الفاظ و اسالیب بیاں پر ضروری حد تک قدرت بھی حاصل ہو، اور اس کی تحریر میں علم و ادب، عقل و استدلال، اور حسن بیان کے ساتھ ساتھ سوز و دروں اور خون جگر بھی شامل ہو، تو اس کی تحریر میں ایسا اثر اور ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں بھی اور بعد کی نسل میں بھی ہزاروں دلوں کو متاثر کرتی ہے، ہم نے تو زیر ترتیب مکاتیب کو دیکھا، پڑھا اور ادب و درانہ تالیف بھی تو تجربہ یہ ہوتا رہا کہ پون صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد بھی ان کی تازگی و زندگی اور ان کی تاثیر بلکہ بعض مکاتیب کی توتہ تسخیر بھی قائم رہتی ہے۔

مکاتیب کی تالیف و ترتیب کے دوران مکتوب نگار کے اخلاص کا احساس بھی ہار ہار اُبھر اُبھر کر سامنے آتا رہا۔ دراصل دیکھا یہ گیا ہے کہ تحریر و تقریر کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے جتنی صفات اور صلاحیتیں، بلاغت کے اصول و قوانین ضروری بتائے جاتے ہیں جن کا ناقدین ادب تفصیلی جائزہ بھی لیتے ہیں اور ہر عہد میں ان پر بحث بھی ہوتی رہتی ہے، مگر مجھے مکاتیب کی تالیف کے دوران یہ احساس گھر گھر سامنے آتا رہا، اور جس کا بہت کم لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ ان تمام تر صفات، صلاحیتوں اور قوانین و قواعد کی پابندیوں میں ایک بڑا موثر اور ناقابل فراموش عنصر یا انقلابی موثر صاحب تحریر کا اخلاص اور مکتوب نگاری دروندی ہے۔

ہم نے دیکھا کہ مشاہیر کے مکاتیب تمام تر ذخیرہ تحریر اور مکتوب نگار کا اظہار خیال اندرونی تقاضے اور دلچسپی اور کسی طاقتور عقیدے اور یقین کے ماتحت وجود میں آیا ہے۔

”مشاہیر“ کے تمام مکاتیب سے مقصود کسی فرمائش یا حکم کی تعمیل یا کوئی دنیاوی منفعت یا کسی صاحب اقتدار یا صاحب ثروت انسان کی رضامندی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے ضمیر یا عقیدہ کے فرمان کی تکمیل تھی جس میں اہل حکومت اور اہل ثروت کے فرمان سے زیادہ قوت ہوتی ہے اور جس سے سرتابی کرنا کسی بھی صاحب ضمیر انسان کے بس میں نہیں ہے۔